کیا شیعہ ختمِ نبوّت کے منکر ہیں ؟

عطاء الرحمٰن ثاقب

شیعہ اور عقیدۂ ختمِ نبوّت

عقیدۂ ختم نبوت پہ ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا، اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور ان کی سرگرمیوں پر بھی ایک حد تک پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں ان کے نزدیک سلسلہ نبوت منقطع نہیں ہوا بلکہ وہ جاری و ساری ہے اگرچہ وہ ظلی و بروزی کی تقسیم کرتے ہیں تاہم اس تقسیم کا کتاب و سنّت میں کوئی وجود نہیں۔

قادیانیوں سے بھی پہلے جس مکتبۂ فکر نے "امامت" کے نام پہ ختم نبوت کا انکار کیا وہ شیعہ مکتبۂ فکر ہے۔ ان کے نزدیک "امامت" کا وہی مفہوم ہے جو مسلمانوں کے نزدیک "نبوت" کا ہے۔ میں نے اس انتہائی نازک اور حساس موضوع پہ قلم کو جنبش نہیں دی تا وقتیکہ میں نے علامہ ظہیر شہید کی تصنیفات کے علاوہ خود شیعہ مراجع و مصادر کا بغور مطالعہ نہیں کر لیا۔ مختلف شیعی کتب کے مطالعہ کے بعد جب میرے پاس دلائل و براہین کی اتنی بڑی تعداد جمع ہو گئی جن پر ایک ایسی عمارت ایستادہ کی جا سکے کہ جس میں بیٹھے ہوئے حریف کو دلائل کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے بغیر کوئی چارۂ کار درِ راہ فرار نہ ہو تب میں نے اللہ کے فضل سے اس موضوع پہ اپنی قلم کو حرکت دینے کی جسارت کی مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز یہ مقالہ قارئین کی بھرپور التفات و توجہ حاصل کر یگا۔

ثاقب

اُس فکر کہ جس پہ شیعہ مذہب کی عمارت اور اُس فکر کے درمیان کہ جس پہ شریعت اسلامیہ کی عمارت ایستادہ ہے ایک واضح فرق یہ ہے کہ اسلام کے برعکس شیعہ مذہب میں ختمِ نبوت کا کوئی تصور نہیں۔

شائد قارئین کرام اتنی عبارت پڑھ کر میرے اوپر انتہا پسندی اور تطرف کا حکم لگادیں مگر جب وہ اُن کثیر التعداد دلائل کا مطالعہ کریں گے جو اس مقالہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ تو یقیناً انھیں اپنی رائے تبدیل کرنے کے سوا کوئی مفر نہیں ہوگا انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں نے اس سلسلہ میں اللہ تعالٰے کے اس فرمان پہ عمل کیا ہے" ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی"

ترجمہ: تمہیں کسی قوم کی مخالفت عدل و انصاف سے روگردانی پر مجبور نہ کرے اختلاف کے باوجود عدل و انصاف کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اور تقوی کا بھی یہی تقاضا ہے۔

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ اہلِ سنت کے ساتھ ساتھ خود شیعہ مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے اکثر حضرات کو بھی شیعہ مذہب کے عقائد اور اس کی تاریخ کا علم نہیں ہے۔ وہ اپنی سادہ لوحی کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں کہ شائد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر پہ آنسو بہا لینے، ماتم کر لینے اور تعزیہ نکال لینے کا نام ہی شیعہ مذہب ہے ہمیں یقین ہے کہ اگر خود شیعہ حضرات کو بھی شیعی عقائد کا علم ہو جائے تو یقیناً وہ اس مذہب سے توبہ کرنے میں ہی اپنی عاقبت کی بہتری خیال کریں۔

امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا شیعہ قوم پہ یہ احسان عظیم ہے کہ آپؒ نے اپنی تصنیفات اور محاضرات کے ذریعے شیعہ مذہب کی اصلیت اور تاریخی حیثیت واضح کی تاکہ شیعہ قوم کا وہ طبقہ جو صرف اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے شیعہ عقائد کو اختیار کیے ہوئے ہے حقیقت سے آگاہ ہو کر اُس مذہب سے توبہ کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی طرف توجہ دے سکے کہ جس مذہب کا اس دین سے کوئی تعلق نہیں جو اللہ تعالٰے نے جبریل امین کے واسطے سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل فرمایا تھا۔

عقیدہ ختمِ نبوت سے انکار بھی اُن عقائد میں سے ہے جن کا اہلِ سنّت۔

کے ساتھ ساتھ خود شیعہ اکثریت کو بھی علم نہیں ۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جس سے آگاہی کے بعد شیعہ قوم کے صاحب بصیرت طبقے سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اس مذہب سے اپنا تعلق ختم کر لے ۔

شیعہ قوم اپنے بارہ اماموں کو اُن صفات سے متصف کرتی ہے جو کہ نبوت کا خاصہ ہیں ۔

۱۔ اُن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا ۔

۲۔ اُن کا معصوم عن الخطا ہونا ۔

۳۔ ان کی اطاعت کا فرض ہونا ۔

۴۔ ان پر وحی اور فرشتوں کا نزول ہونا ۔

یہ چاروں صفات اگر کسی بھی انسان میں مان لی جائیں تو اس میں اور انبیائے کرام میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا جب کوئی شخص کسی کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ :

۱۔ وہ اللہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہے ۔

۲۔ وہ معصوم عن الخطا ہے ۔

۳۔ اس کی اطاعت فرض ہے ۔

۴۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے ۔

تو گویا کہ وہ اسے اللہ کا نبی خیال کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا ہے ۔

شیعہ مذہب میں بارہ اماموں کو یہ چاروں حیثیتیں حاصل ہیں چنانچہ اس مذہب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہ تھے ۔ اور نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا ۔ بلکہ "امامت" کے لبادے میں نبوت جاری و ساری رہی اور بارہ امام بنام امام نہیں بلکہ بارہ نبی تھے ۔

اب ہم ان چاروں صفات یعنی بعثت، عصمت، وجوب اطاعت اور نزول وحی کو خود شیعہ کتب کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں کہ شیعہ مذہب کے مطابق بارہ امام ان چاروں صفات سے متصف ہیں ۔

بعثت

مشہور شیعہ عالم جسے شیعہ قوم نے "خاتمۃ المحدثین" کا لقب دے رکھا ہے یعنی "ملا باقر مجلسی" اپنی مشہور کتاب "حق الیقین" میں لکھتا ہے :

"بارہ امام اللہ کی طرف سے منصوص یعنی مبعوث ہیں"[1]

شیعہ قوم کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بارہ اماموں کو بذریعہ نص یا کہہ لیجئے آرڈیننس کے ذریعے نامزد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نص نازل ہوئی تھی جس میں اماموں کو نامزد کیا گیا تھا۔ اس نص کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے امام تھے اور محمد بن الحسن العسکری آخری امام،

چنانچہ شیعوں کے "شیخ صدوق" ابن بابویہ قمیؒ محمد بن یعقوب کلینی اور مشہور شیعہ عالم طوسی نے اپنی کتب میں روایت بیان کی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر وفات سے قبل ایک کتاب نازل فرمائی اور کہا:

یا محمد! هذه وصیتك الی النجبة من اهلك کہ اے محمدؐ! یہ تیرے خاندان کے معززین کے لیے وصیت ہے۔

آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: میرے خاندان کے معززین کون لوگ ہیں؟

جبریل نے کہا: علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد میں سے فلاں فلاں۔

اس کتاب پر سنہری رنگ کی مہریں لگی ہوئی تھیں، آپ نے وہ کتاب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سپرد کر دی چنانچہ علی علیہ السلام نے ایک مہر کو کھولا اور اس وصیت کے مطابق دورِ امامت میں عمل کیا۔ پھر حضرت حسن علیہ السلام نے دوسری مہر کو کھولا اور وصیت کے مطابق عمل کیا حتیٰ کہ وہ کتاب آخری امام تک پہنچ گئی"[2]

شیعوں کا "امام بخاری" محمد بن یعقوب کلینی حضرت جعفر کی طرف منسوب کرتے ہوئے اصولِ کافی میں لکھتا ہے:

"ان الامامة عهد من الله عزوجل معهود لرجال مسمين، ليس للامام ان يزويها عن الذی يكون من بعده"

---

[1] حق الیقین ۴۷۔

[2] عیون اخبار الرضا از ابن بابویہ قمی ج ۱ ص ۴۳، اصول کافی ۱/۲۸۰، کمال الدین وتمام النعمۃ از قمی ۲/۶۶۹، امالی الصدوق ۳۲۸، امالی الطوسی ۲/۵۲، کتاب الغیبہ از طوسی ۹۰۔

”امامت اللہ عزوجل کی طرف سے ایک منصب ہے جس پر چند برگزیدہ اور متعین ہستیاں فائز ہیں۔ کوئی امام اپنے اختیار سے اپنے بعد والے امام کو اس منصب سے محروم کر کے کسی اور کو اس پہ فائز نہیں کر سکتا“[1]

یعنی بارہ اماموں میں سے ہر ایک کا تقرر و تعین اللہ کی طرف سے ہوا ہے۔ امامت ایک منصبِ الٰہی ہے وہی جسے چاہتا ہے امام مقرر کرتا ہے۔

شیعہ اکابرین کا کہنا ہے

”یجب علی اللہ نصب الامام کنصب النبی“[2]

”اللہ تعالیٰ کا فرض ہے کہ وہ امام کو بھی اسی طرح مقرر کرے جس طرح کہ وہ نبی کو مقرر کرتا ہے۔“

یعنی امامت کا منصب بھی نبوت کی طرح اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔

اس عقیدے کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ شیعوں کے نزدیک اللہ کی طرف سے مقرر کردہ پہلے امام تھے اور ان کی امامت پہ ایمان لانا اسی طرح فرض تھا جس طرح کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پہ ایمان لانا اس کی وضاحت کرتے ہوئے مشہور شیعہ عالم مفید لکھتا ہے:

”امامیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ نے اپنے بعد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو خلیفہ نامزد کیا تھا چنانچہ ان کی خلافت و امامت کا منکر، دین کے ایک اہم فرض اور بنیادی رکن کا منکر تصور ہوگا۔“[3]

شیعہ عقیدے کے مطابق امت مسلمہ کے وہ تمام مکاتبِ فکر جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ کا خلیفہ مانتے ہیں وہ نہ صرف دینِ اسلام کے ایک بنیادی رکن بلکہ سرے سے نبوت ہی کے منکر ٹھہرتے ہیں، کیونکہ ”علی علیہ السلام کی امامت کا انکار تمام انبیائے کرام کی نبوت کا انکار کرنے کے مترادف ہے“[4]

---

[1] اصولِ کافی از کلینی باب أن الامامۃ عھد من اللہ۔

[2] ملاحظہ ہو منہاج الکرامہ از حلی صفحہ ۲۷، اعیان الشیعہ ۱/ ۶، الشیعۃ فی التاریخ از محمد حسین الزین صفحہ ۴۴، اصول المعارف از محمد موسوی صفحہ ۸۲۔ [3] اوائل المقالات از مفید صفحہ ۴۸۔

[4] ملاحظہ ہو اعتقادات الصدوق نقل از مقدمۃ البرهان صفحہ ۱۹۔

محمد بن یعقوب کلینی حضرت باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے:
"اللہ نے علی علیہ السلام کو اپنی مخلوق کے لیے نشانِ ہدائت بنا کر مبعوث کیا ہے۔ جس نے ان کی معرفت حاصل کر لی وہ مومن قرار پائے گا، جو ان سے بے خبر رہے گا وہ گمراہ کہلائے گا، اور جس نے ان کے ساتھ کسی اور کو بھی (خلافت و امامت میں) شریک کیا اسے مشرک کہا جائے گا۔[1]

شیعہ محدث ابن بابویہ قمی کہتا ہے:
"لیس لاحد ان یختار الخلیفۃ الا اللہ عزوجل"[2]
"خلیفہ کو منتخب کرنے کا اختیار اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو نہیں"

مقصود یہ ہے کہ وہ تمام خلفاء جنہیں مسلمان عوام نے منتخب کیا تھا خواہ وہ خلفائے راشدین ہی کیوں نہ ہوں غیر شرعی خلفاء تھے، خلافت و امامت صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ طرف سے ایک صریح نص کے ذریعے ان کے سر پر تاجِ امامت رکھا گیا تھا۔

طبرسی لکھتا ہے:
"بارہ اماموں میں سے ہر امام اللہ کی طرف سے منصوص یعنی مقرر کردہ تھا"[3]

شیعہ فرقے کے اس عقیدے کو بڑے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں بیان کرتے ہوئے "اصل الشیعۃ و اصولھا" کا مصنف لکھتا ہے:
"الامامۃ منصب الٰھی کالنبوۃ"[4]
یعنی امامت بھی نبوت کی طرح وہبی اور خدائی منصب ہے"۔

ان تمام نصوص و عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ علماء اپنے اماموں کو انبیاء و رسل کی مانند اللہ کی طرف سے مبعوث سمجھتے ہیں جب کہ امت مسلمہ کے نزدیک بعثت فقط انبیائے کرام اور رسل اللہ کی خاصیت ہے تو گویا غیر انبیاء کی نسبت مبعوث ہونے کا عقیدہ رکھنا انکارِ ختم نبوت کی طرف پہلا قدم تھا جو ابن سبا نے اٹھایا اور باقی سبائیوں نے اس کی پیروی کی جو آگے چل کر شیعہ مذہب کی بنیاد بنا۔

---

[1] اصول کافی ۱/ ۴۳۷ ۔ [2] کمال الدین از ابن بابویہ قمی صفحہ ۹ ۔
[3] اعلام الوری صفحہ ۲۰۶، عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ از شریعتی صفحہ ۸۳ ۔
[4] اصل الشیعۃ و اصولھا از کاشف الغطاء صفحہ ۱۰۳